کتاب الشفاء کا منہج و اسلوب

حافظ محمد رمضان*

ڈاکٹر احسان الرحمٰن غوری**

Muslim are very clear in this position that they are the Balanced Ummah and they are meant to become a witness to the divine message. Every true message demands its propagation. Dawah is an integral part of Islamic discourse. It I in other words,tantamount to the veracity and truthfulness of Islamic teachings. Thus rendering Islam is a universal religion. Dawah discourse, extracted from Uswah e hasana is a modest struggle for supremacy of Islam, dignity for humanity and global peace. For this cause, verses of the Holy Quran not only advocate Dawah discourse, but also offers a scheme for the achievement of this cause. Hikmah highlights the rational functioning subservient to revelation. It paves the way for proper propagation, i.e the target listener tend to lend his ears to your message.

بے شک اسلام اللہ ربُّ العزت کے نزدیک تمام ادیان میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ترین دین ہے۔ اس دین کی تعلیمات کی بنیاد، دو چیزوں پر ہے۔ پہلی چیز قرآن مجید اور دوسری چیز حدیث و سنت، باقی تمام مصادر ان دو کے تابع ہیں۔ دین اسلام کا امتیازی وصف جو ادیان عالم پر اس دین کو فائق کرتا ہے وہ یہ ہے اس دین کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ عزّ وجل نے لیا۔ ہمارے پاس عہد نبوی سے لے کر عصر حاضر تک دینی تعلیمات اور اس کے مصادر اصلیہ اسی شکل میں محفوظ ہیں۔ جس طرح ان کا وجود عہد نبوی میں موجود تھا اور قیامت تک اصلی حالت میں ان کا وجود باقی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے لیے ایسے افراد کو پیدا کیا جو حفظ و ضبط میں اپنی مثال آپ تھے۔ انھوں نے حدیث و سیرت کے حفظ و ضبط کے لیے، ان کے تعلیم و تعلم کے لیے اور ان کو کتابی شکل میں محفوظ کرنے کے لیے اپنی زندگیاں صرف کر دی۔ ان کا مقصد محض اللہ کی رضاء کا حصول اور رسول اکرم ﷺ کا سچا امتی بننا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ کتاب کے تعارف سے قبل تین اہم امور پر چند گذارشات پیش ہیں۔

---

* پی ایچ ڈی سکالر، ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

۱: سیرت ومغازی کا آغاز وارتقاء، ۲: ائمہ متقدمین اور متاخرین کا منہج واسلوب،
۳: روایاتِ سیرت ومغازی کے تالیفی مناہج

۱۔ سیرت نبوی اور مغازی کے متعدد ادوار ہیں۔ پہلے دور میں سیرت اور مغازی علم حدیث کے ساتھ متعلق ہیں۔ آغاز میں ائمہ محدثین جہاں جہاں اپنی کتب میں نماز، طہارت، اور معاملات کی احادیث ذکر کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کتاب السیر والمغازی کی احادیث بھی ذکر کر دیتے ہیں اور ان سے مسائل شرعیہ کا استخراج بھی کرتے ہیں۔ سیر ومغازی کا آغاز تو عہد صحابہؓ میں ہوا مگر اس عہد کی روایات کی جمع وترتیب کا کام پہلی صدی میں ہوا۔ عروۃ بن زبیرؓ (۹۴ھ) کو اس میدان میں فوقیت حاصل ہے۔ سیدنا عروہؓ نے سیرت و مغازی کا جس قدر ذخیرہ، ان کی خالہ سیدہ عائشہؓ کے پاس تھا وہ انھوں نے اُن کی وفات سے قبل اُن سے اخذ کر لیا۔ اسی طرح مکہ سے لے کر ہجرت مدینہ تک کی مرویات انھوں نے اپنی والدہ سے سنی اور دیگر مرویات صحابہ کرامؓ سے سماعت کیں۔ سیدنا عروہؓ کے عہد تک علم سیر ومغازی حدیث کے ساتھ متعلق تھا۔ لیکن انھوں نے مکمل دراسکے بعد مرویات کو مستقل کتاب میں مدون کیا اور اس کا نام المغازی رکھا۔ اس کے بعد یہ فن ترقی کے راستے پر گامزن ہوتا چلا گیا۔ اُن کے بعد امام زہریؒ (حدیث اور سیرت دونوں کے عالم تھے)۔ امام زہریؒ کے بعض شاگرد مثلاً: مالکؒ، ابن عیینہؒ نے روایات حدیث کی تدوین کی جبکہ بعض مثلاً: محمد بن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے روایات سیر ومغازی کی تدوین کی جس کے بعد فن سیرت ایک مستقل فن بن گیا۔ محمد بن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ کی مغازی فن سیرت کی دو بنیادی تصنیفات ہیں۔ ان کے بعد سیرت پر جتنی بھی تصنیف ہوئی سب کا ماخذ یہی دو کتب ہیں۔ اس کے بعد علامہ واقدیؒ کا ظہور ہوا۔ انھوں نے اس فن کے ارتقاء میں دن رات ایک کر دیا۔ روایات کا انبار لگا دیا اور مسلسل واقعات کو ایسا مربوط کیا کہ ہر شخص ان کی مغازی کی طرف کھنچا چلا آیا۔ ان کے بعد ان کے مایہ ناز شاگرد علامہ ابن سعدؒ آئے۔ انہوں نے الطبقات الکبریٰ لکھی اور روایات سیرت کی تدوین میں حصہ لیا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چل نکلا۔

۲۔ یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ سیرت ومغازی کا وہ حصہ جو احادیث کی کتب میں موجود ہے، وہ صحاح اور حسان مرویات پر مشتمل ہے۔ لیکن جو روایات ائمہ متقدمین، مثلاً: عروہ، واقدی، ابن سعد، طبری وغیرہ نے ذکر کی ہیں ان میں کلی طور پر صحاح یا حسان مرویات کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ لیکن ان حضرات نے ان مرویات کے ساتھ اسانید کا ذکر کر کے تحقیق کی ذمہ داری قاری پر ڈال دی اور خود عہدہ برآ ہو گئے۔ اس کے بعد ائمہ متاخرین نے اس میدان میں قدم رکھا اور فن سیرت ومغازی میں تجدید کا کام کیا۔ انھوں نے واقعات کی صحت کا اہتمام

کیا، جو واقعہ یا قصہ اُمور دینیہ یا ضروریات دین کے خلاف تھا، اس کو تنقیدی نظر سے پرکھا۔ ائمہ متقدمین کے مصادر تک رسائی حاصل کی، جن واقعات پر تحفظات تھے ان کو سخت قوانین کے ساتھ پرکھا۔ ائمہ متاخرین میں ابن سید الناسؒ، ابن عبد البرؒ، ابن جوزیؒ، قاضی عیاضؒ، ابن کثیرؒ، ابن قیمؒ، امام مغلطائیؒ اور ابن حجرؒ شامل ہیں۔ انھوں نے سیرت کی تنقیح کی اور اس فن کو مزید نکھارا۔ ۱

۳۔ شروع سے عصر حاضر تک سیرت اور مغازی کی تالیف کے حوالے سے متعدد مناہج متعارف ہو چکے ہیں۔

پہلا منہج:

بعض حضرات نے ائمہ متقدمین اور یورپ کے نقاد دکاترہ کے کلام کی روشنی میں جو مجموعی اصول و ضوابط مستنبط کیے ہیں، انہی کی تطبیق سیرت اور مغازی کی روایات پر کی ہے۔ اس موقف کے مؤید ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری ہیں جو کہ متعدد کتب کے محقق ہیں۔ انھوں نے ایک کتاب السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ لکھی ہے جس میں اس منہج کی تطبیق کی ہے۔ ۲

دوسرا منہج:

روایات سیرت ومغازی پر خالص حدیثی قواعد کی تطبیق کی جائے گی۔ جو قواعد اور معاییر ائمہ محدثین نے اخذ حدیث میں لاگو کیے ہیں ان کی تطبیق روایات سیرت ومغازی پر ہوگی۔ ضعیف اور مرسل روایت ہرگز قبول نہیں کی جائے گی۔ اس موقف کے مؤید ڈاکٹر عبد القادر حبیب اللہ سندھی ہیں۔ جو کہ متعدد کتب کے مؤلف اور علوم حدیث کے ماہر ہیں۔ انھوں نے غزوہ تبوک کی مرویات پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام الذھب المسبوک فی تحقیق روایات غزوۃ تبوک ہے۔ اسی طرح انھوں نے ڈاکٹر عمری پر سخت مناقشہ کیا ہے۔ اور آخر میں ان کو خالص حدیثی قواعد کی تطبیق کی نصیحت کی ہے۔ ۳

تیسرا منہج:

روایات سیرت مغازی پر پہلی فرصت میں ائمہ محدثین کے قواعد اور معاییر کی تطبیق کی جائے گی۔ یعنی کہ صحاح اور حسان مرویات کا اہتمام کیا جائے گا۔ اگر سیرت اور مغازی کی کسی روایت سے شرعی مسئلے کا استخراج یا شرعی حرمت ثابت ہوتی ہو تو اس صورت میں خالص حدیثی قواعد کی تطبیق ہوگی۔ لیکن اگر اس سے شرعی مسئلے کا استخراج نہ ہوتا ہو اور نہ ہی اس کا تعلق حرمت شرعی کے ساتھ ہو تو ایسی صورت میں ائمہ محدثین کے سخت منہج کی تطبیق نہیں کی جائے گی بلکہ مراسیل اور ضعیف مرویات کو استثناء میں کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس موقف کے مؤید، علامہ عبدالکریم عکیوی، علامہ شریف حاتم العونی ہیں۔ علامہ عکیوی نے الحدیث الضعیف میں، جبکہ علامہ شریف العونی نے اضاءات بحثیۃ میں اس کو مدلل بیان کیا ہے۔[۴۴]

بہر حال میں ہر ایک نے سیرت ومغازی کی تدوین، ارتقاء اور تنقیح میں حصہ ڈالا۔

آئندہ سطور میں قاضی عیاض "معرکۃ الآراء کتاب کا تعارف پیش خدمت ہے۔

نام ونسب:

قاضی عیاض رحمہ اللہ کا پورا نام، ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عصرون ہے۔

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت ۴۷۶ھ شعبان میں، مغرب کے علاقہ "سبتہ" میں ہوئی۔ آپ کے سن ولادت پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے۔

ابتدائی تعلیم:

آپ کی جائے پیدائش سبتہ ہے۔ سبتہ مغرب کا ایک علاقہ تھا۔ آبادی اور زراعت کے ساتھ ساتھ تجارت کے میدان میں بھی معروف تھا۔ سرسبز وشاداب علاقہ تھا۔ اور اس میں سات پہاڑ تھے۔ جنھوں نے اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیے تھے۔ اس شہر میں بہت سے علمی خزانے اور مراکز ہیں۔ ایک ہزار مساجد کے ساتھ ساتھ، بہتر عظیم الشان لائبریریاں بھی تھیں۔ جب عہد طفولت سے ہی قاضی عیاض کو علم سے شغف تھا۔ کافی ذہین اور خداداد صلاحیتوں کے مالک، حتیٰ کہ قرآن مجید کی قراءت، اور قراءات سبعہ کا علم اس علاقے میں آنے والے بعض سیاحین سے حاصل کیا جن میں عبداللہ بن ادریس المقری (۵۱۵ھ) محمد بن عبداللہ المورودی شامل ہیں۔ اس کے بعد علم اللغۃ کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ لغت کی کتب، ابوعلی الحسن بن علی شیخ النحویین اور خلف بن یوسف جو سبتہ کے ادیب اور فصیح تھے، ان سے پڑھیں۔ عقیدہ اور علم الکلام بعض متکلمین، عبدالرحمن بن محمد اور علامہ عبدالغالب سے حاصل کیا۔ اسی طرح حدیث کا علم محمد بن عیسیٰ التمیمی اور احمد بن طاہر سے حاصل کیا۔ جبکہ اصول فقہ کا علم محمد بن داؤد اور عبداللہ بن احمد الازدی سے حاصل کیا۔ اس کے بعد مزید علم حصول کے لیے اُندلس کی طرف رخ کیا۔

عقیدہ اور مسلک:

بنیادی طور پر قاضی عیاض رحمہ اللہ اہل السنۃ والجماعۃ کے منہج پر تھے لیکن صفات کے باب میں چند

صفات میں ان کا میلان اشاعرہ کی طرف تھا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بعض صفات کی تاویل بھی کی ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ کے لیے نور کے استعمال کے انکاری تھے۔ ان کی رائے یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نور سے منزہ ہیں۔ البتہ قاضی عیاض رحمہ اللہ کا فقہی رجحان مالکیہ کی طرف تھا لیکن وہ متعصب مالکی نہ تھے۔ قاضی ممدوح نے مذہب مالکیہ کی خدمت کی ہے۔ متعدد کتب تصنیف کی ہیں جن میں زیادہ مشہور ترتیب المدارک ہے جو کہ امام مالک اور ان کے اتباع کے تراجم کا ایک مجموعہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود دلیل کی بنیاد پر وہ مالکیہ سے بھی اختلاف کرتے نظر آتے ہیں۔

علماء کی نظر میں:

علامہ ابن کثیر، البدایہ میں فرماتے ہیں: قاضی عیاض رحمہ اللہ متعدد علوم کے امام تھے۔ حدیث، فقہ، لغت، ادب، میں امام تھے۔ علامہ ابن فرحون، الدیباج میں فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض اپنے وقت میں حدیث، فقہ، لغت، ادب کے امام، فقیہ، اصولی اور شاعر تھے۔ ان دو آراء پر اکتفا کرتے ہیں۔

آپ کے مشائخ عظام:

قاضی عیاضؒ کے مشائخ کی ایک لمبی فہرست ہے لیکن ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ احمد بن عبدالرحمٰن الخزرجی ۲۔ احمد بن عثمان ۳۔ احمد بن عبداللہ ۴۔ احمد بن محمد ۵۔ حسین بن محمد

تلامذہ:

۱۔ ابراہیم بن یوسف، ابن قرقول ۲۔ احمد بن عبدالرحمٰن الحضر ۳۔ ابن بشکوال ۴۔ عبدالرحمٰن بن محمد،

تصنیف و تالیف:

آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے چند مشہور یہ ہیں:

حدیث میں ۱۔ اکمال المعلم بفوائد صحیح مسلم ۲۔ بغیۃ الرائد (یہ حدیث ام زرع کی شرح ہے)

اصول حدیث میں ۱۔ الالماع ۲۔ مقدمہ اکمال المعلم

غریب الحدیث میں ۱۔ مشارق الانوار ۲۔ غریب الشہاب

کتب الرجال میں ۱۔ ترتیب المدارک ۲۔ الغنیہ

السیرۃ النبویہ میں ۱۔اختصار شرف المصطفیٰ للعبد الملک ۲۔الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ

وفات:

۵۴۴ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے رحمۃ اللہ علیہ ورفع درجاتہ فی العلیین ! ۵

کتاب کا نام:

کتاب کا پورا نام **الشفا بتعریف حقوق المصطفی** ہے۔اس کتاب کا مکمل نام علامہ حاجی خلیفہ اللہ چلپی نے کشف الظنون میں، علامہ خفاجی نے ریاض النسیم میں، علامہ محمد جعفر الکتانی نے الرسالۃ المستطرفۃ میں، علامہ زرکلی نے الأعلام میں، جبکہ علامہ ابن العماد نے شذرات الذھب میں ذکر کیا ہے۔ ۶

وجہ تالیف:

قاضی عیاض رحمہ اللہ کتاب الشفاء کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ مجھ سے متعدد بار سوال ہوا کہ میں سیرت النبی کا ایک ایسا مجموعہ ترتیب دوں جو حضورﷺ کی عزت وتوقیر، ایسے شخص کا حکم جو آپ کی پوری پوری تعظیم نہیں کرتا یا آپﷺ کی شان میں تقصیر کرتا ہے، پر مشتمل اور محتوی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اس قضیہ میں ائمہ سلف کے تمام اقوال جمع کر دوں اور پھر استفادہ عام کے لیے اس کی وضاحت مثالوں کے ساتھ کروں جیسا کہ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں:

"فانك كررت على السؤال في مجموع يتضمن التعريف بقدر المصطفى عليه الصلاة والسلام وما يجب له من توقير واكرام، وما حكم من لم يوف واجب عظيم ذالك القدر او قصر في حق منصبه الجليل قلامة ظفر وان اجمع لك ما لاسلافنا ولائمتنا في ذلك من مقال وابينه بتنزيل صور وامثال". ۷

کتاب الشفاء کا سیرۃ النبیﷺ میں مقام ومرتبہ:

کتاب الشفا سیرۃ النبی کے مراجع میں ایک اہم اور مشہور مرجع ہے۔ یہ کتاب سیرۃ النبی کے متعلق انوکھے فصیح اور مدلل انداز میں لکھی گئی۔ علماء نے اس بات کی خوب تصریح کی ہے کہ سیرت نبوی کے موضوع پر اس کی نظیر موجود نہیں ہے۔ امت نے اس کتاب تلقی دی۔ شرق وغرب میں اس کتاب سے ہلچل مچا دی، مسلمان تو مسلمان، کافر اور غیر مسلم بھی اس کتاب کو پڑھنے پر مجبور ہو گئے۔ ہر ہر کوچہ اور ہر مسجد میں اس کتاب کا اہتمام و انصرام ہونے لگا حتی کہ لوگ صحیح بخاری کے ساتھ ساتھ کتاب الشفا بھی لوگوں میں تقسیم کرنے

گئے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کافی کوشش اور جدوجہد کے بعد اس کتاب کو تصنیف کیا۔ حتیٰ کہ قاضی ممدوح کا اس کتاب کی محبت کی وجہ سے مؤاخذہ کیا گیا اور انھوں نے اس کا جواب ایک شعر میں دیا، ملاحظہ ہو۔

فَقَالُوا : اراك تُحِبُّ الشفا وتخبر فيه عن المصطفىٰ

فَقُلْتُ : انى عليل الفؤاد وكل عليل يحب الشفاء 8

''لوگ کہتے ہیں تم کتاب الشفاء سے محبت کرتے ہو اور تم اس کتاب میں مصطفیٰ ﷺ کی خبر دیتے ہو، میں نے کہا: کیونکہ میرا دل محبت رسول ﷺ کے لیے بیمار ہے اور ہر علیل شفاء کو پسند کرتا ہے ''۔

علامہ محدث محمد بن جعفر الکتانی ''الرسالۃ المستطرفۃ'' جو کہ علوم اور کتب کے تعارف پر ایک شاندار کتاب ہے، میں فرماتے ہیں۔

"هو كتاب عظيم النفع ، كثير الفائدة ، لم يؤلف مثله في الاسلام".

یہ کتاب سارے منافع اور بہت سارے فوائد پر محتوی ہے۔ سیرۃ النبی کے موضوع پر اس کی نظیر کوئی نہیں بلکہ اسلام میں اس کتاب کی مثل کوئی کتاب تالیف نہیں کی گئی۔ اس طرح کا مفہوم حاجی خلیفہ چلپی نے بھی کشف الظنون میں ذکر کیا ہے۔ 9

علامہ ابراہیم بن علی ابن فرحون فرماتے ہیں :

''قاضی عیاض کی تصنیف سب سے زیادہ عمدہ اور انوکھی ہے۔ اس کی اس کامیابی اور خوبی کا کسی نے انکار نہیں کیا بلکہ سب لوگ ان کی عظیم تصنیف پر (استفادہ کے لیے) ٹوٹ پڑے۔ لوگوں نے اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا حتیٰ کہ اس کی شہرت مشرق و مغرب میں پھیل گئی'' ۔10

حافظ ابن العماد الحنبلی، شذرات الذھب میں فرماتے ہیں:

''سیرۃ النبی کے عنوان پر اس کی طرح کی کوئی بھی کتاب اس سے قبل نہیں ہے'' ۔11

مؤرخین اور اصحاب الرائے کے اقوال سے معلوم ہوا کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الشفا سیرۃ النبی کے موضوع پر ایک عظیم، فائدہ مند، اور کثیر الفوائد کتاب ہے، جس کا اسلوب نہایت ہی فصیح اور انداز مدلل ہے۔ اس موضوع پر اس کی کوئی بھی نظیر نہیں ہے۔ حتیٰ کہ مستشرقین بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اہل یورپ میں سے اگر کوئی سیرۃ المصطفیٰ کا مطالعہ کرنا چاہے تو اس کے لیے بھی قاضی عیاض کی کتاب الشفا کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

کتاب کا اجمالی تعارف:

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کتاب کے آغاز میں فرماتے ہیں:

پہلی قسم:

اللہ ربُّ العزت کا رسول اکرم ﷺ کی تعظیم ذکر کرنا، آپ کی عزت، توقیر اور اوصاف جمیلہ کا اظہار کرنا۔ یہ قسم چار ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب: جل شانہٗ کا حضور کی تعریف بیان کرنا اور اس کی اپنے ہاں عظمت کا اظہار کرنا۔ یہ باب دس فصول پر مشتمل ہے۔

دوسرا باب: جل شانہٗ کا آپ کے محاسن کی تکمیل کرنا، خلقی اور خُلقی اوصاف اور تمام فضائل بیان کرنا۔ اس میں ستائیس فصول ہیں۔

تیسرا باب: حضور ﷺ کا مقام جل شانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک کس قدر تھا اور دُنیا و آخرت میں جن کرامات کے ساتھ آپ ﷺ کو خاص کیا، اس کے متعلق صحیح اور مشہور روایات کا ذکر۔

چوتھا باب: حضور کریم ﷺ کے معجزات اور خصائص کا بیان۔ اس میں تیس فصول ہیں۔

دوسری قسم:

رسول اکرم ﷺ کے امت پر حقوق مثلاً: ایمان لانا، اطاعت کرنا وغیرہ۔ دوسری قسم چار ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب: آپ ﷺ پر ایمان لانا اور اطاعت کرنا۔ اس میں پانچ فصول ہیں۔

دوسرا باب: آپ ﷺ کے ساتھ محبت کا لازم ہونا۔ اس میں چھ فصول ہیں۔

تیسرا باب: آپ ﷺ کے حکم کی تعظیم کرنا اور آپ ﷺ کی عزت و توقیر کا لازمی ہونا۔ اس میں سات فصلیں ہیں۔

چوتھا باب: آپ ﷺ پر درود پڑھنا، اس کا حکم اور فضیلت۔ اس میں دس فصول ہیں۔

تیسری قسم:

کون سے اعمال آپ کے حق میں محال ہیں اور کون سے جائز اور ناجائز نیز کن بشری امور کی نسبت آپ ﷺ کی طرف درست ہے؟ یہ قسم اس کتاب کا راز اور ان ابواب کا نتیجہ ہے۔ اس سے ماقبل جتنی بھی

مباحث اور قواعد گزرے ہیں وہ دراصل تمہیدی تھے۔ اس قسم کی بنیاد دو ابواب پر ہے۔

پہلا باب: کون سے دینی امور آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔ نیز اس میں آپ ﷺ کی عصمت پر بھی گفتگو ہے جو کہ نو فصول پر مشتمل ہے۔

دوسرا باب: آپ ﷺ کو کون سے بشری احوال پیش آتے ہیں۔ نیز دنیوی احوال کی بحث بھی ہے۔ جو کہ نو فصول پر محتوی ہے۔

چوتھی قسم:

اس شخص کے متعلق جو آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے یا آپ کی تنقیص کرے خواہ اشارتاً یا صریحاً۔ یہ قسم دو ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب: کون سی چیز آپ ﷺ کے حق میں گستاخی اور تنقیص کا باعث بنتی ہے۔ اس میں دس فصول ہیں۔

دوسرا باب: آپ ﷺ کو تکلیف دینے والا، عیب لگانے والا، تحقیر کرنیوالے شخص کا حکم، اس سے توبہ کا مطالبہ، اس کا جنازہ پڑھنا، اس کی وراثت کے احکام۔ اس میں دس فصول ہیں۔

نیز ہم نے کتاب کا اختتام تیسرے باب کے ساتھ کیا ہے اور اس باب میں ہم نے ایسے شخص کا حکم واضح کیا ہے جو اللہ، اس کے رسل، ملائکہ، کتب، آل نبی اور اصحاب رسول پر تبراء بازی کرتا ہے۔ نیز اس اجمالی تعارف کا ذکر حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں بھی کیا ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی محاضرات سیرت میں رقمطراز ہیں۔ قاضی عیاض بہت نامور صاحب علم، متکلم اور بہت بڑے بزرگ تھے۔ قاضی تھے۔ شریعت کے نفاذ میں انھوں نے حصہ لیا۔ مجاہد تھے۔ جنگوں میں بھی حصہ لیا۔ انھوں نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جو اپنی نوعیت کی اس طرح کی کتاب ہے جس طرح زاد المعاد منفرد ہے، اسی طرح کتاب کا نام الشفا فی تعریف حقوق المصطفیٰ ہے۔ اس کتاب میں بنیادی طور پر دو باتیں بتلائی ہیں ایک تو یہ کہ اُمت پر حضور ﷺ کے کیا حقوق ہیں، حضور ﷺ کے حوالے سے اُمت کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔ دوسرے حضور ﷺ کے امتیازی خصائص کیا تھے۔ معجزات پر بھی بحث ہے۔ نبوت پر بھی بحث ہے۔ اور نبوت و معجزات کی حقیقت پر بھی بحث ہے۔ ایسے مسائل اٹھائے ہیں جن کا براہ راست سیرت کے واقعات یا تاریخی پہلوؤں سے زیادہ تعلق نہیں ہے۔ بلکہ ان واقعات میں جو درس پنہاں ہے، جو سبق پوشیدہ ہے۔ ان عبرتوں اور دروس پر روشنی ڈالی۔[۱۲]

منہج واسلوب:

قاضی عیاض رحمہ اللہ علوم میں جامع اور ماہر تھے۔ ان کی کتاب میں ایک خاص ترتیب ونسق کا اہتمام پایا جاتا ہے۔ ان کا منہج دقیق ہے۔ وہ چند نکات میں پیش خدمت ہے۔

۱۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ ایک قسم قائم کرتے ہیں۔ پھر اس قسم کو کئی ابواب میں تقسیم کرتے ہیں۔ پھر ہر باب میں ایک عنوان قائم کرتے ہیں اور اس میں اپنی رائے کو قرآنی آیات کے ساتھ مدلل کرتے ہیں۔ آیات کے ضمن میں مشکل کلمات کی توضیح، تفسیری فوائد، اور بعض اوقات قراءت کا اختلاف بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ اب بالترتیب ان کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ ممدوح نے پہلی فصل کا آغاز جس کا عنوان حضور ﷺ کی ثناء ہے آیت مبارکہ لقد جاء کم رسول... سے کیا اور اپنے موضوع کو مدلل کیا۔ تقریباً ہر فصل میں آیات قرانی کا خاص اہتمام کیا۔ اسی طرح عصمت انبیاء کے متعلق بحث فرماتے ہوئے آیت نزغ الشیطان کا معنی تباعد اور فسد جبکہ انی کنت من الظالمین، میں ظالم کا معنی، وضع الشی فی غیر موضعہ نقل کرتے ہیں۔ اس طرح فتناہ کا معنی، اختبرنا، اور اواب کا معنی مطیع ذکر کیا ہے۔ نیز متعدد مقامات پر قراءت کا اختلاف ذکر کیا ہے۔ ایک مثال ملاحظہ ہو: پہلی فصل کے آغاز آیت لقد جاء کم رسول من انفسکم کے تحت فرماتے ہیں کلمہ انفس میں فاء پر بعض نے فتح (زبر) جبکہ جمہور علماء نے ضمہ (پیش) پڑھا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات مکمل سورۃ کے فوائد بھی استفادہ کے لیے نقل کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الضحیٰ۔[۱۳]

۲۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ حدیث وسنت میں امام تھے جیسا کہ صحیح مسلم کی شرح اکمال المعلم سے معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے قاضی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں قرآنی آیات کے عظیم ذخیرے کے ساتھ ساتھ احادیث اور سنت کا ایک عظیم ذخیرہ اپنی کتاب کا زینت بنایا۔ پھر محض رطب ویابس ذکر کرنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اپنی محنت اور کوشش سے صحاح اور مشہور مرویات کو ذکر کیا۔ ہر فصل میں احادیث کا اہتمام کیا۔ پھر اکثر اوقات احادیث کو سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور محدثین کی طرح احادیث کی مختلف اسانید مختلف طرق پر بھی بحث کرتے ہیں۔ لیکن ایسا بعض اوقات ہوتا ہے۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

۱۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فصل، نبوت سے قبل انبیاء کی عصمت کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ کی احادیث سے آپ ﷺ مشرکین مکہ کے ساتھ کے مشاھد میں موجود تھے۔

یہ مجمع الزائد کی روایت ہے۔ قاضی ممدوح فرماتے ہیں یہ حدیث موضوع ہے اور امام احمد نے اس کو سخت منکر

کہا ہے۔ من جملہ یہ حدیث منکر ہے۔ اس کی طرف التفات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح علامہ ممدوح نے حضورﷺ کی تعظیم کے متعلق ایک مستقل فصل میں صحاح اور مشاہیر مرویات کا خاص اہتمام کیا ہے۔ اسی طرح قصہ غرانیق کا محدثانہ اور فقیہانہ اسلوب میں زبردست رد کیا ہے۔ نیز علامہ ممدوح نے بعض روایات پر کلام بھی کیا ہے جیسا کہ علامہ کلبی رحمہ اللہ کے بارے میں، قاضی ممدوح فرماتے ہیں کہ ان سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔

۲۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں احادیث کا عظیم ذخیرہ جمع کیا ہے اور انھوں نے صحت کا بھی خاص خیال رکھا ہے حتی کہ کتاب کی دوسری جلد میں ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ ہم نے معجزات کے باب میں صحیح الاسانید روایات کا اہتمام کیا ہے اور بعض مرویات ایسی ہیں کہ جو درجہ قطعیت کو پہنچی ہوئی ہیں اور حتی الامکان ضعیف اور موضوع روایت سے گریز کیا۔۱۴

۳۔ تیسری اہم چیز جس کا قاضی ممدوح رحمہ اللہ نے خاص اہتمام کیا ہے وہ سلف صالحین کے فرمودات ہیں۔ سلف صالحین سے مراد پہلے تین زمانوں کے افراد ہیں جن کی خیر کی خبر حدیث میں دی گئی ہے۔ علامہ ممدوح نے قرآن مجید کی تفسیر میں کئی اختلافی مسائل میں خواہ ان مسائل کا تعلق اعتقاد کے ساتھ ہو یا عمل کے ساتھ، صحابہ، تابعین سے نقل کیے ہیں: مثال کے طور پر کتاب کے آغاز میں آیت مبارکہ لقد جاء کم رسول من انفسکم میں انفسکم کی تفسیر سیدنا علیؓ سے نقل کرتے ہیں نسبا وصھرا اوحسبا اس طرح کہ مقامات پر ابن عباسؓ سے اور بعض مقامات پر مجاہد سے اور متعدد مقامات پر یحیی بن آدم سے، سمرقندی سے، اسی طرح سیدنا کعب سے بھی کئی اقوال نقل کیے ہیں۔ پہلی جلد میں اس کی متعدد مثالیں ہیں۔ علامہ محمد علی البجاوی جو کہ کثیر کتب کے محقق ہیں، نیز کتاب الشفا کا ایک ایڈیشن ان کی تحقیق سے مطبوع ہے۔ وہ مقدمہ التحقیق میں فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کے ذریعے اپنی رائے اور موقف کو مضبوط کیا ہے۔ اسی طرح ائمہ مفسرین، محدثین، فقہاء کی آراء سے بھی استدلال کیا ہے۔ ہر فصل میں قرآنی آیات، احادیث نبویہ، صحابہ تابعین کے اقوال پر ہر حدیث کو اس کے راوی کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس لحاظ سے ان کی کتاب ایک خاص ترتیب، احاطہ علم اور توثیق میں فوقیت حاصل کر گئی۔۱۵

۴۔ علامہ ممدوح رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں متعدد اختلافی مسائل پر روشنی ڈالی ہے۔ جن میں زیادہ مشہور مسائل، واقعہ معراج روحانی تھا یا جسمانی، خواب میں ہوا یا عالم بیداری میں، کیا انبیاء کے درمیان مفاضلت جائز ہے، نبی اور رسول میں فرق، کیا دنیا میں اللہ تعالی کی رؤیت ممکن ہے، عصمت انبیاء اور معجزات کا باب وغیرہ، ان

اختلافی مسائل میں خواہ وہ عملی ہوں یا اعتقادی علامہ ممدوح کا منہج کیا ہے؟

علامہ ممدوح سب سے پہلے اختلافی مسئلے کا عنوان قائم کرتے ہیں اور پھر ہر موقف کا انتساب قائل کی طرف کرتے ہیں اس کے بعد فریقین دلائل ذکر کرتے ہیں۔ اور آخر میں ترجیح دیتے ہیں اس کو ائمہ متاخرین کی اصطلاح میں طریقہ الطرد والبحث سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ اپنی کتاب میں قصہ معراج کا ایک اختلافی جزئیہ ذکر کرتے ہیں کہ واقعہ معراج روح مع الجسد ہوا یا خواب میں ہوا؟ پہلی رائے یہ ہے کہ واقعہ معراج خواب میں ہوا۔ یہ موقف سید نا معاویہؓ، حسنؓ، اور محمد بن اسحاقؒ کا ہے۔ ان کی دلیل و ما جعلنا الرؤی... ہے۔ جبکہ دوسری رائے یہ ہے کہ واقعہ معراج حالت بیداری میں روح مع الجسد پیش آیا۔ اس موقف کے قائلین میں ابن عباسؓ، جابرؓ، انسؓ، حذیفہؓ، عمرؓ، ابو ہریرہؓ، مالک بن صعصہ رضی اللہ عنہم اجمعین و دیگر اہل علم ہیں۔ قاضی عیاض ان اہل علم کی رائے کے بعد ان کے دلائل کا ذکر کرتے ہیں۔ ۲۶

۵۔ علامہ ممدوح رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں زیادہ تر اعتماد، آیات اور احادیث پر کیا ہے۔ علامہ ممدوح نے اپنی کتاب میں صرف رطب ویابس جمع کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ روایات کی سند و متن پر بھی کلام کیا۔ جو قصہ قرآن وسنت یا امور دینیہ کے خلاف تھا اس کا بھرپور دفاع کیا جیسا کہ قصہ غرانیق، اس پر تفصیلی بحث کر کے دلائل کی بنیاد پر رد کیا۔ اس طرح ہر اختلاف کو حل کرنے کی کوشش کی اور آراء کے تقابل کے بعد قاری کے سامنے ایک تحقیقی اور ترجیحی موقف پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر کسی روایت یا آیت میں بظاہر تعارض محسوس ہو تو اس کی عمدہ توجیہات کے ذریعے سے حل کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ اسلوب اور منہج قاضی عیاض رحمہ اللہ کا امتیازی وصف ہے۔

۶۔ علامہ ممدوح ایک شاعر بھی تھے۔ کتاب الشفا میں انھوں نے متعدد مباحث میں اشعار ذکر کیے ہیں، جو کہ بعض اوقات غریب الفاظ کی وضاحت کے لیے ہوتے ہیں۔

کتاب الشفا کے منہجی خصائص:

۱۔ کتاب کے آغاز میں مقدمہ ذکر کرنا۔

کسی کتاب کا مقدمہ اس کی روح اور اصل ہوتا ہے جس میں مصنف اس کتاب کا سبب تالیف اور کتاب کا اجمالی تعارف یا اسلوب ذکر کر دیتا ہے جس سے قاری کیلئے استفادہ آسان ہو جاتا ہے۔ اور وہ کافی فائدہ حاصل کر لیتا ہے۔

۲۔ کتاب کی تالیف میں مصادر کا ذکر کرنا۔اس پر تفصیلی بحث آئے گی۔

۳۔ ایک بحث کو متعدد مقامات ذکر کرنا اور بعض مقامات پر اس کا احاطہ کرنا۔

۴۔ جس کتاب سے نقل کرنا اس کا ذکر کرنا۔

۵۔ تالیف میں، تحقیق وتمحیص اور نقد کا اہتمام کرنا اور تقلید سے گریز کرنا۔

۶۔ مشکل احادیث پر توقف کرنا، اختلافی آراء میں دقیق اور علمی رائے اختیار کرنا۔

۷۔ تالیف کے وقت مکمل بیدار مغزی کا مظاہرہ کرنا اور لفظی غلطیوں سے اجتناب کرنا۔

۸۔ مذہبی تعصب کو پس پشت ڈالنا اور مخالفین کے ساتھ عمدہ رویہ برتنا۔

۹۔ تالیف میں تنسیق وتوثیق کا خاص خیال رکھنا یعنی کہ موضوعات کے اعتبار سے اقسام ترتیب دینا اور پھر ان کو ابواب میں تقسیم کرنا۔

۱۰۔ حق تک پہنچنے میں ہر ممکن کوشش کرنا۔

ان خصائص کو الحسین بن محمد نے اپنی تصنیف القاضی عیاض عالم المغرب میں ذکر کیا ہے۔[۱۷]

یہاں پر یہ فرق بھی ملحوظ رہے کہ جب کسی فن یا موضوع پر ائمہ متقدمین لکھتے تو اس فن کی تمام جزئیات کا احاطہ کرتے، واقعات، آثار خواہ وہ صحیح ہوں یا ضعیف ان کا ذکر کردیتے اور ان کی تحقیق کی ذمہ داری قاری پر ڈال دیتے۔اس طرح اس میں خاص قسم کی تنسیق کا لحاظ نہیں کرتے تھے۔لیکن ائمہ متاخرین جب کسی موضوع پر قلم اٹھاتے تو اس کو منظم انداز میں فصول اور ابواب کے ذریعے موضوع سے استفادہ آسان بناتے ہیں۔سیرت النبی ﷺ کے میدان میں چھٹی، ساتویں اور بالخصوص آٹھویں صدی سیرت کے ارتقاء کی صدیاں ہیں۔اس میں سیرت النبی ﷺ کو جس طرح منظم اسلوب اور عمدہ تنسیق کے ساتھ پیش کیا گیا، اس کے ساتھ ساتھ، اس میں صحت روایت کا خاص اہتمام کیا گیا۔احادیث اور روایات سیرت کو پرکھا گیا، جو واقعہ ضروریات دین کے خلاف ہوتا اس کی تنقیح کی جاتی اور حتی الامکان موضوع روایات کی نشاندہی کردی جاتی۔قاضی عیاض رحمہ اللہ کی کتاب الشفا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔علامہ ممدوح نے اپنی کتاب میں قرآنی آیات اور اکثر صحیح احادیث پر اعتماد کیا ہے۔اس کے ساتھ بعض مقامات پر کچھ رواۃ پر جرح بھی کی ہے۔

کتاب الشفا کے ماخذ ومصادر:

۱۔ قرآن مجید۔قرآن مجید سے کثیر مقامات پر استشہاد کیا گیا ہے۔

۲۔ علامہ ممدوح نے اولاً حدیث میں اصول ستہ پر اعتماد کیا ہے اور پھر اصول ستہ میں صحیحین کی روایات زیادہ

ہیں اس کے بعد سنن اربعہ، مجمع الزوائد للہیثمی، مسند امام احمد، معجم الطبرانی الاوسط، موطا وغیرہ۔

۳۔ سیرۃ النبی کی روایات میں موسیٰ بن عقبہ، ابن ہشام اور علامہ واقدی کی روایات پر اعتماد کیا ہے۔

۴۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ اپنی کتاب الشفا میں بعض اوقات جس مصدر سے مواد اخذ کرتے ہیں اس کا نام ذکر کرتے ہیں جبکہ اکثر اوقات مجہول ذکر کرتے رہتے ہیں مثلاً: قال المفسرون، قال اصحاب المغازی وغیرہ۔

علم العقائد کے مصادر:

قاضی عیاض نے اپنی کتاب میں جتنے اعتقادی مسائل پر بحث کی ہے ان کے مصادر مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ شرح الاسماء الحسنیٰ للخطابی (ت ۳۸۸) ۲۔ شرح الصفات، علی بن عیسیٰ (ت ۳۸۴)

۳۔ الاثار للجوینی (۴۵۸)

۲۔ کتب التفسیر، علوم القرآن

۱۔ تفسیر بقی بن مخلد (ت ۲۷۶) ۲۔ تفسیر ثعلبی ۳۔ تفسیر واحدی ۴۔ معانی القرآن ابن النحاس

۳۔ کتب غریب القرآن ومشکلہ

۱۔ تاویل مشکل القرآن تفسیر غریب القرآن ابن قتیبہ الدینوری (ت ۲۸۶)

۴۔ کتب القراءات:

۱۔ التحصیل للمہدوی ۲۔ المفتاح ابن عبد الوہاب

۵۔ علوم الحدیث

۱۔ المحدث الفاصل للرامہرمزی (ت ۳۶۰) ۲۔ المدخل الی معرفۃ کتاب الاکلیل للحاکم (ت ۴۰۵)

۳۔ المراسیل لابی داؤد

۶۔ کتب الصحابہ، ۱۔ الاستیعاب لابن عبد البر (ت ۴۶۳)

۷۔ کتب السیر والمغازی

۱۔ تاریخ خلیفہ بن خیاط (ت ۲۳۰) ۲۔ تاریخ طبری (ت ۳۱۰)

۳۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام (ت ۲۱۸)

۴۔ شرف المصطفیٰ للنیسابوری (ت ۳۰۶) ۵۔ المغازی للواقدی، للموسیٰ بن عقبہ و ابن اسحاق۔[۱۸]

سیرت النبی میں کتاب الشفا کا مقام اور اس کی علمی خدمات:

چھٹی صدی میں کتاب الشفا کو سیرت النبی کے حوالے سے ایک اہم مرجع کی حیثیت سے جانا جاتا اور پہچانا جاتا ہے۔ علماء نے کتاب الشفا سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ کسی نے شرح لکھی تو کسی نے اختصار کیا، کسی نے تخریج کی، کسی نے اس کو منظومہ میں پرو دیا۔ لوگوں نے اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ علماء نے اس کتاب کی خوب خدمت کی اور سیرت النبی کے اس انسائیکلوپیڈیا کو متعارف کروایا۔

شروحات:

چند اہم شروحات کے نام پیش خدمت ہیں:

۱۔ الاصطفاء لبیان معانی الشفا للعلامہ محمد بن محمد الدلجی ۹۴۷ھ

۲۔ الانتهاض فی ختم الشفا للحافظ محمد بن عبدالرحمان السخاوی ۹۰۲ھ

۳۔ نسیم الریاض فی شرح الشفا للحافظ احمد بن محمد الخفاجی ۱۰۶۹ھ۔ یہ چار جلدوں میں مطبوع ہے۔

۴۔ شرح الشفا ملا علی قاری ۱۰۱۴ھ، ۹ جلدوں میں مطبوع ہے۔

۵۔ مزیل الخفاء عن الفاظ الشفا للعلامہ احمد بن محمد الشمنی

۶۔ فتح الصفا بشرح معانی الفاظ الشفاء للشیخ علی بن محمد ۸۶۲ھ، علامہ زرکلی کے بقول یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں لغوی مباحث کے علاوہ اصولی مباحث بھی ہیں۔

۷۔ فتح الغفار للشیخ عمر بن عبدالوھاب

اس کے علاوہ بھی اس کی شروحات ہیں، علامہ زرکلی نے اعلام میں، حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں ان شروحات کا ذکر کیا ہے۔

اختصارات:

۱۔ محمد بن احمد الاء سنوی ۷۶۳ھ نے اختصار کیا ہے۔

۲۔ الوفاء للعلامہ ابن الاخیضر

۳۔ حسن الوفاء للعلامہ عبداللہ مویدان ۱۳۳۳ھ

۴۔ علامہ مصطفی بن محمد نے بھی اختصار کیا ہے۔

تخریجی کتب: کتاب الشفا میں قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ایک عظیم ذخیرہ احادیث پر اعتماد کیا ہے۔ علماء محققین

نے ان احادیث کی تخریج کی ہے۔ ذیل میں چند کتب پیش ہیں۔

۱۔ تخریج احادیث الشفا للقاسم قطلوبغا (۸۷۹ھ) یہ حافظ ابن حجر کے شاگرد ہیں۔

۲۔ مناھل الصفا فی تخریج احادیث الشفا للحافظ العلامہ جلال الدین سیوطی

۳۔ تکمیل مناھل الصفا للمحدث، ادریس بن محمد العراقی (ت ۱۱۸۳)

اس کے علاوہ بھی متعدد کتب ہیں۔ ان کتب میں علامہ سیوطیؒ کی کتاب زیادہ معتدل اور مستند ہے اور جدید محققین نے بھی علامہ سیوطیؒ کی تخریج پر اعتماد کیا ہے۔ اس کے علاوہ حافظ ابن قیمؒ، ابن کثیرؒ، علامہ ذہبیؒ، علامہ مغلطائی بن قلیج، علامہ قسطلانیؒ، اور دیگر ائمہ سیر و مغازی نے ان کی کتاب سے استفادہ کیا ہے۔ ۱۹

کتاب الشفا پر چند ملاحظات:

کتاب الشفا پر تین ملاحظات ہیں۔

۱۔ کتاب الشفا کمزور اور موضوع روایات سے بھری ہوئی ہے۔

۲۔ اس کتاب میں کافی مقدار ایسی تاویلات کی ہے جو کہ غیر مناسب اور تکلف پر مبنی ہیں۔ ۲۰

۳۔ عصمت انبیاء میں مبالغے اور غلو سے کام لیا گیا ہے۔

اب تفصیل سے جوابات ملاحظہ ہوں۔

پہلا اعتراض یہ تھا کہ کتاب الشفا میں کافی مقدار ضعیف اور کمزور روایات کی ہے۔ اس اعتراض کا ماخذ کیا ہے؟ اس اعتراض کا ماخذ سیر اعلام النبلاء ہے، حافظ ذہبیؒ، قاضی عیاض کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: قاضی عیاض کی تصنیفات عمدہ ہیں ان میں سب سے زیادہ عزت اور شرف کتاب الشفا کو حاصل ہے۔ کاش کہ اس میں کمزور اور موضوع روایات کی کثرت نہ ہوتی۔ اسی طرح دوسرے اعتراض کا ماخذ بھی علامہ ذہبی کا قول ہے۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ کے قول کی علماء کے نزدیک کیا حیثیت ہے؟ کیا ان کا قول قرین قیاس ہے؟ ان کے قول کے متعلق علماء کی آراء ملاحظہ کیجیے۔

۱۔ علامہ محمد بن جعفر الکتانی الرسالۃ المستطرفہ میں فرماتے ہیں کہ علامہ ذہبی کا قول کتاب الشفا میں کمزور اور موضوع مرویات کی کثرت اور تاویلات وغیرہ کا ہونا، یہ انصاف پر مبنی نہیں ہے بلکہ ان کی طرف سے زبردستی ہے۔

۲۔ علامہ حسین بن محمد شواط مناھل الصفا کی روشنی میں کتاب الشفا کی احادیث پر تبصرہ فرماتے ہیں کہ کتاب الشفا کی احادیث کی کل تعداد ۱۳۶۰ سے زائد ہیں۔ ان میں صرف تین احادیث موضوع، تین منکر، دو شدید

ضعیف جبکہ بارہ مرویات خفیف ضعیف سے متعلق ہیں۔اس کے علاوہ تمام مرویات، یا تو صحاح ہیں یا حسان ہیں۔[۴۱]

علامہ ممدوح کا تبصرہ نہایت ہی عمدہ ہے نیز اس بات سے کسی کو مفر نہیں کہ کتاب الشفا میں ضعیف مرویات بھی ہیں لیکن کثیر مقدار میں نہیں۔یہ مقدار کتاب کی اہمیت کم نہیں کرتی بلکہ یہ تو اس بات پر دلیل ہے کہ انسان خطا کا پتلا ہے۔من یسلم من الخطاء ہاں جس کو اللہ تعالیٰ بچالے وہ خطا سے محفوظ ہو سکتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ دانا پوری، عبدالرؤوف، اصح السیر کا مقدمہ، مجلس نشریات اسلامیہ کراچی، ۲۰۰۰ء، ص:۱۳،۱۲، ص:۱۲۔۱۴

مبارکپوری، قاضی اطہر، تدوین سیر ومغازی، قدوسیہ اسلامک، ۲۰۰۵ء، ص:۳۸، ۳۹، ۴۰، ۶،۱۷، ۱۸۰

۲۔ عمری، دکتور اکرم ضیاء، السیرۃ النبویۃ الصحیحہ، مکتبۃ العلوم والحکم، مدینہ منورۃ، طبعہ سادسہ، ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء، ص:۱۴، ۱۵، ۱۶

۳۔ سندھی، عبدالقادر بن حبیب اللہ، استدراکات وملاحظات، مکتبہ حدیثیہ، طبعہ اولی، ۱۴۱۶ھ، ص:۵ سے ۱۲ تک

۴۔ عونی، حاتم بن عارف، اضاءات بحثیہ، دار الصمیعی، ریاض، ۱۴۲۸ھ، ص:۱۴۲ سے ۱۵۲ تک

عکیوی، عبدالکریم، الحدیث الضعیف، دار المسلم، ریاض، ۱۴۸۳ھ، ص:۳۲۳

۵۔ ابن خلکان، احمد بن محمد بن ابی بکر، وفیات الاعیان، دار صادر بیروت، ۱۹۷۰ء، ۳/ ۴۸۳ سے ۴۸۵ تک؛ زرکلی، خیر الدین، الاعلام، دار العلم بیروت، الطبعۃ الخامسہ عشرہ، ۲۰۰۶ء، ۵/ ۹۹؛ چلپی، حاجی خلیفہ، کشف الظنون، دار احیا التراث العربی، بیروت، طبعہ ندارد، ۲/ ۵۶، ۵۷؛

ذہبی، محمد بن احمد، العبر فی تاریخ من غبر، دار الکتب العلمیہ بیروت، طبعہ اولی، ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء، ۲/ ۳۶۷؛ ابن العماد، عبدالحی بن احمد، شذرات الذھب، دار صادر، بیروت، طبعہ اولی، ۷/ ۲۲۶، ۲۲۷؛ ذہبی، محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، طبعہ اولی، ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء، ۲۰/ ۲۱۲، سے ۲۱۹ تک؛ ابن بشکوال خلف بن عبدالملک، الصلہ، دار الکتاب اللبنانی، بیروت طبعہ اولی، ۱۴۱۰ھ / ۱۹۸۹ء، ۲/ ۴۵۳

۶۔ چلپی، حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲/ ۵۶، ۵۷؛ الاعلام، زرکلی، ۵/ ۹۹؛ شذرات الذھب، ابن العماد، ۷/ ۲۲۶

۷۔ عیاض، قاضی عیاض، کتاب الشفا کا مقدمہ، جائزہ دبی، الامارات العربیہ، طبعہ اولی، ۱۴۳۴ھ، ۲۰۱۳ء، ص:۴۷

۸۔ شواطہ، الحسین بن محمد، قاضی عیاض عالم المغرب، دار القلم، دمشق، طبعہ اولی، ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۹ء، ص:۲۱۸، کشف الظنون ۲/ ۵۶، ۵۷؛ الکتانی، محمد بن جعفر، الرسالۃ المستطرفہ، مکتبۃ دار البصائر الاسلامیہ۔ بیروت، طبعہ اولی، ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۳ء، ص:۱۰۶

۱۰۔ ابن فرحون، ابراہیم بن علی، الدیباج المذھب، دار التراث العربی طبعہ اولی، ۱۴۰۵ھ، ۴۲/۲

۱۱۔ شذرات الذھب، ابن العماد، ۲۲۶/۷، ۲۲۸

۱۲۔ کتاب الشفاء، ص: ۴۹ سے ۵۳ تک؛ کشف الظنون ۱۰۵۷/۲؛ غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات سیرت، الفیصل لاہور، ص: ۴۹۶

۱۳۔ کتاب الشفاء، ۵۵/۱، ۶۹۳، ۶۹۵، ۶۸۱

۱۴۔ ایضاً، ۶۲۹/۱، ۶۳۵، ۶۳۶

۱۵۔ ایضاً، ۵۷/۱، کتاب الشفاء تحقیق محمد علی البجاری، دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء، ص: ۳

۱۶۔ کتاب الشفاء، قاضی، ۴۳۷/۱ سے ۶۳۲ تک

۱۷۔ قاضی عیاض عالم اھل المغرب، ص: ۱۶۹، ۱۷۱

۱۸۔ ایضاً، ص: ۱۱۷ سے ۱۳۵ تک

۱۹۔ الاعلام، ۹۹/۵؛ کشف الظنون، ۱۰۵۷/۲؛ کتاب الشفاء کا مقدمہ تحقیق الشیخ عبد علی، ص: ۱۳ سے ۴۴ تک

۲۰۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۲۱۶/۲۰

۲۱۔ الرسالۃ المستطرفۃ، ص: ۱۰۶؛ قاضی عیاض عالم المغرب، ص: ۴۳

☆☆☆☆☆